مولانا عبدالخالق گھلو رحمہ اللہ (دوسری قسط)

رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین ﷺ کے والدین شریفین جنتی ہیں

امام کا پانچواں رسالہ نَشْرُ الْعَلَمَیْنِ الْمُنِیْفَیْنِ فِیْ اِحْیاءِ الْاَ بَوَیْنِ الشَّرِیْفَیْن ہے اس رسالے میں امام سیوطیؒ نے حضور ﷺ کے والدین شریفین کے اِحیاء کی حدیث کو نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کی دعا سے آپ کے والدین شریفین کو زندہ کیا گیا اور وہ بالتفصیل آپ ﷺ پر ایمان لائے اور امام موصوفؒ نے اس پر زور دیا کہ علامہ ابن الجوزیؒ نے جو اس حدیث کو موضوع کہا ہے تو یہ غلط کہا ہے یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اس حدیث کو ضعیف کہا جا سکتا ہے لیکن چونکہ اس حدیث سے حضور ﷺ کی یہ فضیلت اور منقبت ثابت ہوتی ہے کہ آپ کی خاطر آپ کی دعا سے اللہ جلّ شانہ نے آپ ﷺ کے والدین شریفین کو زندہ کر کے ایمان تفصیلی سے مشرف فرمایا اور فضائل ومناقب میں حدیثِ ضعیف بھی معتبر اور مقبول ہوتی ہے۔

امام موصوفؒ فرماتے ہیں کہ حافظ محبّ الدین طبریؒ نے اپنی تاریخ میں اور حافظ ابوبکر خطیب بغدادیؒ نے کِتَاب السَّابِق وَالَّلا حِق میں اور حافظ ابن عساکرؒ نے غرائب مالک میں اور حافظ فتح الدین ابن سید الناسؒ نے سیرۃ میں اور امام ابوالقاسم سہیلیؒ نے الروض الانق میں اور علامہ ناصر الدینؒ نے شرف المصطفے میں اور امام قرطبیؒ نے تذکرہ میں اور حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقیؒ نے اپنی کتاب مورد الصادی فی مولد الهادی میں اور حافظ ابن شاہینؒ نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ میں اس حدیثِ احیاء الوالدین الشرفین کو نقل کیا ہے اور کسی نے ان حفاظ الحدیث میں سے اس حدیث کو موضوع نہیں کہا بلکہ سب نے اس حدیث کو اس فضیلت کے اِثبات میں تسلیم کیا ہے اور حافظ ابن شاہین نے اس حدیث کو حدیث عَدَمُ الْاِذْنِ لِلْاِسْتِغْفَار کا ناسخ قرار دیا ہے

آگے امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن الجوزیؒ نے جو بہت سی صحیح یا حسن حدیثوں پر ضعیف ہونے کا یا حسن و ضعیف حدیثوں پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے تو یہ غلط طریقہ اختیار کیا ہے اس پر حفاظ الحدیث مثلاً ابن الصلاحؒ، امام نوویؒ حافظ زین الدین عراقیؒ، قاضی القضاۃ بدرالدین ابن جماعۃؒ، شیخ الاسلام سراج الدین بلقینیؒ اور حافظ صلاح الدین علائیؒ، امام زرکشیؒ، محبّ طبریؒ، حافظ مزیؒ وحافظ ابن حجر عسقلانیؒ وغیرہم نے اس کا تعاقب کیا ہے اور بہت سی حدیثوں پر ضعف یا وضع کا حکم لگانے میں اس کی تغلیط اور تردید کی ہے۔

چھٹا رسالہ امام سیوطیؒ کا اس بارے میں اَلسُّبُل الجُلِّیَة فِی الْآبَاءِ الْعُلِّیَة ہے اس رسالہ میں امام موصوف نے حضور ﷺ کے والدین شریفین کے ناجی ہونے میں علماء کے چار سبیل یعنی چار طریق نقل کیے ہیں پہلا طریق یہ کہ والدین شریفین کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی اور قبل از دعوت وہ دنیا سے انتقال فرما گئے ہیں اور قبل از دعوت کسی کو عذاب نہیں

ہوا کرتا۔ کیونکہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلاً (بنی اسرائیل، ۱۵) یعنی ہم رسول کے بھیجنے اور اس کے واسطے سے دعوت کرنے سے پہلے کسی کو عذاب نہیں کیا کرتے اور اس قسم کی آیات بھی ہیں تو لہٰذا جبکہ والدین شریفین نے حضور ﷺ کا زمانہ نہیں پایا اور آپ کی طرف سے ان کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی لہذا وہ دعوت نہ پہنچنے کے سبب سے ناجی ہیں۔

لقولہ تعالیٰ: وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلاً (بنی اسرائیل، ۱۵)

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ والدین شریفین کے بارے میں علماء کی ایک جماعت جن کو سبط ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان میں ذکر کیا ہے اسی مسلک پر ہیں منجملہ ان کے شیخ الاسلام شرف الدین مناویؒ ہیں۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ والدین شریفین اہل فترہ میں سے ہیں اور اہل فترۃ کے بارے میں احادیث صحیحہ میں آچکا ہے کہ وہ قبل از قیامت تو عذاب سے ناجی رہیں گے اور قیامت کے دن ان کا امتحان ہوگا اور امتحان میں پاس ہونے والے جنت میں جائیں گے تو چونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

سَأَلْتُ رَبِّی اَنْ لَّا یُدْخِلَ اَحَداً مِّنْ اَھْلِ بَیْتِی النَّارَ فَاَعْطَانِیْ ذٰلِکَ.

ترجمہ: میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میرے اہل بیت میں سے کسی کو دوزخ میں داخل نہ کرے

(ذخائر العقبیٰ للمحب الطبری)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیت شریفہ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (الضحیٰ،۵) کے ماتحت فرماتے ہیں وَمِنْ رِضٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَنْ لَّا یُدْخِلَ اَحَداً مِّنْ اَھْلِ بَیْتِی النَّارَ (تفسیر ابن جریر) تو چونکہ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی سے حضور ﷺ کو اخروی انعام کا وعدہ فرمایا جا چکا ہے اور اس وعدہ کا مقتضی بقول حبر الامت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ ہے کہ کوئی شخص حضور ﷺ کے اہل بیت میں سے دوزخ میں نہ جائے گا اور اہل بیت کے عموم میں والدین شریفین بھی داخل ہیں۔ لہٰذا قیامت کے دن والدین شریفین امتحان میں پاس ہو کر جنت میں جائیں گے اور قبل از قیامت بھی وہ ناجی ہیں کیونکہ ان کو دعوت نہیں پہنچی۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجرؒ نے والدین شریفین کے حق میں علماء کی ایک جماعت کا یہی مسلک بیان کیا ہے۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ حضور ﷺ کی دعا سے حضور ﷺ کی خاطر والدین شریفین کو زندہ کیا گیا اور وہ بالتفصیل ایمان لے آئے۔

امام موصوف فرماتے ہیں کہ والدین شریفین کے حق میں آئمہ دین اور حفاظ الحدیث کی جماعت کثیرہ اسی مسلک پر ہے۔

چوتھا طریق یہ ہے کہ حضور ﷺ کے والدین شریفین دین ابراہیمی پر تھے اور یہ مسلک ہے امام فخر الدین رازیؒ کا۔

ایک اشکال کا جواب

صحیح مسلم بَابُ مَنْ مَاتَ عَلَی الْکُفْرِ فَھُوَ فِی النَّارِ وَلَا تَنَالُہٗ شَفَاعَۃٌ وَّلَا تَنْفَعُہٗ قَرَابَۃٌ

(۱۱۴، ج ۱) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت آئی ہے اِنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیْنَ اَبِیْ قَالَ فِی النَّارِ قَالَ فَلَمَّا قَفٰی دَعَاہُ فَقَالَ اِنّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ ترجمہ: ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ نار میں ہے۔ پھر جب وہ شخص لوٹ کر جانے لگا تو حضور ﷺ نے اس کو بُلا کر فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ نار میں ہیں، تو اس حدیث کو تعارض ہے ان حدیثوں سے جن سے ابوین شریفین کا ناجی ہونا ثابت ہے۔

مثلاً حدیثِ احیاء اور یہ حدیث کہ:

هَبَطَ جِبْرَئِیْلَ عَلَیَّ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَ یَقُوْلُ حَرَّمْتُ النَّارَ عَلٰی صُلْبٍ اَنْزَلَکَ وَ بَطْنٍ حَمَلَکَ اَلْحَدِیْثُ نَقَلَہُ الاِمَامُ السُّیُوْطِی فِی التَّعْظِیْمِ وَ الْمَنَّۃِ وَجَعَلَہ، دَلِیْلاً رَابِعاً لِمَوْضُوْعِ رِسَالَۃِ ھٰذِہِ الْمُسَمَّاۃِ بِالتَّعْظِیْمِ وَ الْمَنَّۃِ فِیْ اَنَّ اَبَوَیْ رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فِی الْجَنَّۃِ

(ترجمہ) مجھ پر جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا کہ اللہ عزوجل آپ پر سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے آگ کو حرام کیا اس پیٹھ پر جس نے آپ کو اتارا اور اس پیٹ پر جس نے آپ کو اٹھایا۔ آگے یہ تفسیر بھی موجود ہے اَمَّا الصُّلْبُ فَعَبْدُاللّٰہِ وَ اَمَّا الْبَطْنُ فَاٰمِنَۃُ یعنی پیٹھ سے مراد آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ اور پیٹ سے مراد آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اس حدیث کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو حدیث اِنَّ اَبِیْ وَ اَبَاکَ فِی النَّارِ سے امام جلال الدین سیوطیؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث مَعْلُوْل ہے اس میں دو علتیں ہیں ایک اسناد میں دوسری متن میں۔ اسناد کی عِلّت تو یہ ہے کہ اس حدیث کو امام مسلمؒ اور ابوداؤد حماد بن سلمہ عن ثابت عن انس کے طریق سے لائے ہیں اور اس حدیث میں امام مسلمؒ، امام بخاریؒ سے منفرد ہیں یعنی اس حدیث کو فقط امام مسلمؒ لائے ہیں امام بخاریؒ نہیں لائے۔ اور امام مسلمؒ جن حدیثوں میں امام بخاریؒ سے منفرد ہیں ان میں سے بہت سی حدیثیں وہ ہیں کہ ان پر کلام کی گئی ہے اور بلاشک یہ حدیث بھی ان حدیثوں میں سے ہے جن پر کلام کی گئی ہے کیونکہ ایک تو اس کا راوی ثابتؒ اگرچہ ثقہ ہے لیکن ابن عدیؒ نے اپنی کتاب کامل میں اس کو ضعفاء درج کیا ہے دوسرا اس حدیث کا راوی حماد بن سلمہ اگرچہ امام عابد عالم ہے لیکن ایک جماعت نے اس کی روایات پر کلام کیا ہے اور امام بخاریؒ اپنی صحیح میں اس سے کوئی حدیث نہیں لائے اور حاکم نے مدخل میں کہا ہے کہ امام مسلمؒ بھی اس سے اصول میں کوئی حدیث نہیں لائے۔ سوائے ایک حدیث کے ثابت سے بلکہ فقط شواہد میں اس سے حدیثیں لائے ہیں اور امام ذہبیؒ نے کہا ہے کہ حماد ثقہ ہے لیکن صاحب اَوْہَام ہے اور اس کی حدیثوں میں منکرات بہت ہیں اور یہ احادیث کو یاد نہ رکھتا تھا کتاب پر اس کا اعتماد تھا لیکن اسکی لکھی ہوئی حدیثوں میں اس کا ربیب ابن ابی العرجاء بہت سی من گھڑت عبارتیں ٹھونس دیتا تھا اس کی منکرات حدیثوں میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے جس کو وہ ثابتؒ عن انس رضی اللہ عنہ کے اسناد سے لایا ہے کہ حضور ﷺ نے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہ، لِلْجَبَلِ (الاعراف، ۱۴۳) پڑھ کر اپنی خِنْصَرُ کے کنارہ کو ابہام پر لگایا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اس حدیث کو ابن جوزیؒ نے بھی موضوعات میں شمار کیا ہے اور کہا کہ یہ اس کے ربیب کی ٹھونسی

ہوئی ہے اور ابن جوزی نے کہا ہے کہ حمادؒ کی راویتوں میں منکرات بہت ہیں اور امام سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کا اسناد جس کو ابن جوزیؒ نے موضوعات میں شمار کیا ہے اور حدیث اِنّ اَبِیْ وَاَبَا کَ فِی النَّارِ کا اسناد ایک ہے تو جبکہ ابن جوزیؒ اس اسناد کے ایک متن کو موضوع قرار دیتا ہے تو اسی اسناد کے دوسرے متن کو وہ اپنے لئے حجت کیسے بنا سکتا ہے بلکہ اس دوسرے متن کو ہم بھی معلول قرار دیتے ہیں۔ اور امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہؒ کی منکرات حدیثوں میں دوسری منکر حدیث وہ ہے جس کا متن ہے۔

رَأَیْتُ رَبّی جَعْداً اَمْرَدَ عَلَیْهِ خُضْرٌ

ترجمہ: میں نے اپنے رب کو گھنگھریالے بالوں والے بے ریش سبز لباس والے کی شکل میں دیکھا۔

حالانکہ رب تعالیٰ کی شان ہے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (الشوریٰ، ۱۱) اور اس کو بھی ابن جوزیؒ نے موضوعات میں سے شمار کیا ہے اور ابن جوزیؒ نے مسلمؒ کی بہت سی حدیثوں پر منکر کا حکم لگایا ہے تو جبکہ ابن جوزیؒ خود مسلمؒ کی بہت سی حدیثوں کو منکر قرار دیتا ہے اور حمادؒ کی کئی روایتوں پر موضوع کا حکم لگا چکا ہے تو حمادؒ کی حدیث ''اِنّ اَبِیْ وَاَبَا کَ فِی النَّارِ'' جس کو امام مسلمؒ شواہد میں لائے ہیں وہ اپنے لئے حجت کیسے بنا سکتا ہے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ دوسری علت حدیث اِنّ اَبِیْ وَاَبَا کَ فِی النَّارِ کے متن میں ہے وہ یہ کہ ان الفاظ کو راوی نے راویت بالمعنی کے طور پر روایت کیا ہے یعنی حضور ﷺ کے اصل الفاظ یہ نہ تھے اصل الفاظ اور تھے جن کو حضور ﷺ نے توریہ کے طور پر ذکر فرمایا لیکن راوی نے ان کا مطلب یہی سمجھ کر ان ابی واباک فی النار کہہ دیا کیونکہ حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی اعرابی آپ سے کوئی ایسی غیر ضروری بات دریافت کرتا تھا جس کے صریح جواب سے حضور ﷺ کو خطرہ گزرتا تھا اس اعرابی نومسلم قلیل الفہم کو شک گزرے گا یا اس کے دل کو اضطراب لاحق ہوگا تو آپ اس کو توریہ کے طور پر جواب فرما دیتے تھے جیسا کہ ایک اعرابی نے آپ سے سوال کیا تھا کہ قیامت کب قائم ہوگی تو حضور ﷺ کو چونکہ یہ خطرہ محسوس ہوا کہ اگر میں صریح طور پر یہ کہہ دوں کہ میں نہیں جانتا تو اس اعرابی قلیل الفہم کو میری نبوت میں شک گزرے گا۔ لہذا آپ نے اس مجلس کے سب سے نوسن آدمی کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا کہ اگر یہ نوسن آدمی انسانوں کی پوری عمر پا کر مر گیا تو اس کے مرنے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی۔ یعنی اس نوسن کے پوری عمر پا کر مرنے سے پہلے باقی تمام سن رسیدہ آدمی مر جائیں گے اور ہر شخص کی موت اس کے لیے قیامت صغریٰ ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے ''مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُه'' یعنی ہر شخص کی موت اس کی قیامت صغریٰ ہے تو لہذا یہاں بھی سائل نے تو سوال کیا تھا قیامت کبریٰ کے بارے میں تو اس کے متعلق صریح جواب لَا اَعْلَمُهَا سے چونکہ اس کے شک میں پڑنے اور ایمان میں خلل آنے کا خطرہ تھا لہذا آپ نے توریۃً قیامت صغریٰ کے متعلق جواب فرمایا......

(جاری ہے)